© rasailojaraid.com

ادبیات

قربانی

از جناب آلم صاحب مظفر نگری

قیامت آئیگی رازِ محبت اب عیاں ہوگا — یقیناً کوئے قاتل میں کسی کا امتحاں ہوگا
بڑھی ہیں شوخیاں اپنی حدوں سے حسنِ برہم کی — محبت کو اجازت تک نہیں فریاد و ماتم کی
فسانہ اک مرتب ہوگا عنوانِ حقیقت پر — کوئی بجلی گرے گی خرمنِ ضبط و محبت پر
یہ دیکھا جائیگا کس راہ میں ہے کاروانِ دل — کہیں منزل سے تو غافل نہیں ہے رہروِ منزل
یہ عزم مستقل ہے آج پھر امواجِ طوفاں کا — کہاں تک پاٹ ہے دیکھیں گے ہم ساحل کے داماں کا

نظر آتی ہے ہر موجِ رواں طوفان سرتاپا
مگر قطرے میں بھی موجود ہے بیتابیِ دریا

بڑی حیرت فزا یہ جرأتیں ہیں دستِ بسمل کی — بلائیں لے رہا ہے دمبدم شمشیرِ قاتل کی
نیازِ شوق کے تیور ہیں مثلِ برقِ رقصندہ — نگاہِ ناز رہ رہ کر ہوئی جاتی ہے شرمندہ
نگاہِ یاس لڑ جائے نہ یارب چشمِ جاناں سے — کہیں بڑھ کر زمیں ٹکرا نہ جائے چرخِ گرداں سے
عیاں کرنے کو ہے کوئی غمِ الفت کی تاثیریں — یہ وہ تدبیر ہے جس سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
بلا کی گرمیاں ہیں سوزِ غم کی خونِ بسمل میں — کہیں چھالے نہ پڑ جائیں زبانِ تیغ قاتل میں

مزاجِ نالہ و شیون نہ کیوں بیدار ہو جائے
محبت امتحاں دینے کو جب تیار ہو جائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلک نے معرکے دیکھے ہیں حسن و عشق کے اکثر
کبھی صحنِ چمن میں اور کبھی صحرا کے دامن پر
بڑھاتے ہی رہی ہیں گلشنِ ہستی کی زیبائی
کبھی دیوانگیِ قیس گاہے حسنِ لیلائی
مگر بے پردہ ہوگا راز وہ آج حسن و الفت کا
جو ہوگا اختراعِ فائقہ دستورِ فطرت کا
جو کھٹکے گا نگاہِ ناز میں بھی صورتِ نشتر
بنے گا شرحِ متنِ عشق کی من یقتلوا ہوکر
قیامت تک نہ دیکھے گا کوئی ہرگز نظیر اسکی
رہیگا دائماً حیرت فزائے عالمِ ہستی

وہی جو روزِ اول باعثِ تنظیمِ ملت تھا
کتابِ آفرینش کے ورق پر درسِ حکمت تھا

فضا کی وسعتوں میں ہر طرف چھائی ہے خاموشی
سکونِ مستقل ہے یا وجودِ عالمِ ہستی
حریمِ قدس کے جلوے بھی حیرانِ سراپا ہیں
لبِ فطرت پہ لیکن جنبشیں کچھ رقص فرما ہیں
زمین سجدہ گزارِ شوق ہے محوِ خوشی ہوکر
برستا ہے ازل کا راز الہامِ شبی ہوکر
سنی اک سننے والے نے صدائے نطقِ پنہانی
محبت کا اگر دعویٰ ہے لاؤ نذر و قربانی
وہ قربانی جو دیباچہ ہو تکمیلِ نبوت کا
بنایا جائے عنوان جسکو احکامِ شریعت کا
وہ قربانی کہ جو احساس کی دنیا کو گرما دے
فضائے عالمِ روحانیت میں آگ برسا دے

جسے ربطِ جلی ہو مرکزِ تنظیمِ عالم سے
تقدس جس کا افزوں ہو سوادِ عرشِ اعظم سے

یہ سنکر عشق نے لی دفعتہً مستانہ انگڑائی
نظر ڈالی زمیں سے تا فرازِ چرخ مینائی
یہ منشا تھا کہ اب سامانِ قربانی فراہم ہو
باین انداز جس سے حسن حیرانِ مجسم ہو
اٹھائے رخ سے اپنے عالمِ ایجاد نے پردے
سمٹ کر آگئے اک مرکزِ واحد پہ سب جلوے
تجلی پیش کی لا کر مہ و خورشید و انجم نے
متاعِ رنگ و بو گلزار نے، دُرِ موجِ قلزم نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سحر دامن میں اپنے لائی بھر کر گوہرِ شبنم سلیقے سے سنوارے شام نے بھی گیسوئے برہم
دکھا کر دُرجِ گوہر عرض کی عقدِ ثریا نے اسی دن کیلئے محفوظ رکھے تھے یہ دُر دانے
شفق لے آئی اپنے لالہ زارِ گل بداماں کو فلک نے رکھدیا لا کر چراغِ ماہِ تاباں کو

نگر ان میں نہ تھا کوئی بھی نذرِ حسن کے قابل
نگاہِ شوق بول اٹھی یہ سب کھوٹے یہ سب باطل

اب الفت نے ذرا مڑ کر پھر اپنی ہی طرف دیکھا نظر آیا اسے پہلو میں اپنے دل کا وہ ٹکڑا
ملی تھی جس کو توفیقِ وفا بزمِ حقیقت سے لیا تھا درسِ تسلیم و رضا خود جس نے فطرت سے
کیا تھا غیرِ ذی زرع کو جس نے صورتِ گلشن بنایا وادیٔ کعبہ کو رشکِ وادیٔ ایمن
فلک نے جس کے دروازے پہ کی برسوں جبیں سائی پرِ جبریلؑ کے سایے میں جس نے پرورش پائی
منظم ہو گیا جس کی بدولت مرکزِ عالم بہایا جس نے اک ٹھوکر سے اپنی چشمۂ زمزم

وہی سمجھا گیا پھر لائقِ درگاہِ یزدانی
اسی کا خون ہوگا پیش بہرِ نذر و قربانی

ہے لرزش میں زمیں مقتل کی وقتِ امتحاں آیا تصور نے شہادت کے وفا کا خون گرمایا
بلندی پر ہو دستِ ناز میں تیغِ ستم جتنی سرِ تسلیم کی اتنی ہی بڑھ جاتی ہے سرگرمی
ملی تیغِ رواں جھک کر رگِ حلقومِ بسمل سے قیامت ہٹ گئی گھبرا کے حدِ کوئے قاتل سے
ہٹا مقتل سے حسنِ فتنہ خو بھی سخت گھبرا کر نہ دیکھی باپ کی تیغِ رواں بیٹے کی گردن پر
نہ جب ثابت ہو تیغِ ناز ہی مضبوط کس بل ہیں سہے چوٹیں نگاہِ یاس کی پھر کون مقتل میں
زمیں سے تا فلک چھایا ہوا ہے رنگ مدہوشی کہیں برہم نہ ہو جائے نظامِ عالمِ ہستی

صدا آنے لگی ہر سمت سے گوشِ محبت میں
یہ قربانی ہوئی مقبول درگاہِ حقیقت میں

© rasailojaraid.com